Registered. L. No. 89.

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۴۰) مطبوعہ ۳۰ ستمبر ۱۹۰۴ء بروز جمعہ جلد (۳۲)

گلدستۂ اخبار

۲۴ ستمبر کیاؤچو سے ریوٹر کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ یہاں کے ایک روسی افسر کو معلوم ہوا کہ پورٹ آرتھر میں ہیضہ پھوٹ نکلا ہے۔ **چیفو سے** ریوٹر کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ ۱۹ اور ۲۰ تاریخ کو پورٹ آرتھر پر سخت گولہ باری ہو رہی تھی۔ **پیرس** میں سینٹ پیٹرز برگ سے تار آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جاپانی پورٹ آرتھر پر تین طرف سے برابر حملہ کر رہے ہیں۔ اس سبب سے سینٹ پیٹرز برگ میں بڑی حیرانگی پھیلی ہوئی ہے۔ **۲۵ ستمبر لندن۔** ریوٹر کا نامہ نگار ٹوکیو سے تار دیتا ہے کہ یقین کیا جاتا ہے کہ جاپانیوں نے اس دوسرے لائن میں جو پورٹ آرتھر کی حفاظت کے لئے قلعہ بنائے گئے تھے انمیں سے چھ قلعے ۱۹ تاریخ سے آجتک فتح کر لئے ہیں۔ **جنرل کروپاٹکن** کے فیصلہ کے مطابق جنرل اورلاف سینٹ پیٹرز برگ کو واپس بلا لیا گیا ہے اور بلا کسی تحقیقات کے کام سے معزول کر دیا گیا ہے۔ **الہ آباد میں ایک** پوسٹ مین گرفتار کیا گیا ہے اس نے پچاس روپیہ کا ایک منی آرڈر پر خود ہی جعلی دستخط بنا کر روپیہ ہضم کر لیا تھا۔ پوسٹ مین بڑی مشکلوں سے ضمانت پر چھوٹ گیا ہے۔ **ریوٹر کا نامہ نگار چیفو** سے لکھتا ہے کہ وہ حملہ جو ۱۹ تاریخ کو پورٹ آرتھر پر ہوا تھا پچاس گھنٹے تک جاری رہا اور اس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ لیکوشان کے مضافات میں سے دو تین قلعہ جاپانیوں نے مسر کر لئے اور روسیوں کو خندقوں سے باہر نکال دیا۔ جنگ بہت شدید تھی لیکن چونکہ جاپانیوں نے خوب عمدہ تیاری کی ہوئی تھی اس لئے مقابلہ میں دیگر نقصانات کے انکی نقصان کم تھا۔

لکھنؤ کے ایزابیلا تھابرن زنانہ کالج کی سابق پرنسپل مس صاحبہ مس فلورنس۔ ایل۔ نکولس قریباً اکتوبر کے وسط میں یہاں پہنچ جاوینگی اور امید ہے کہ پھر کام پر مامور ہو جاوینگی۔ **۲۲ ستمبر کو تار پہنچی ہے کہ جاپانیوں** نے علاوہ گذشتہ ہفتے کی غنیمت کے ذیل کی غنیمت اور حاصل کی۔ مارشل رویاما اور زیادہ تحقیقات کے بعد بتلاتے ہیں کہ لیاؤینگ کے نزدیک جاپانیوں نے ۳۰۰۰ کالا کو جو۔ ۶۰۰۰ کالا کو بھوسی۔ ۱۰۰۰ کالا کو چینی چاول۔ ۱۰۰۰ کالا کو جو کا دلیا۔ ۵۰۰ کالا کو جوار۔ ۱۰۰۰ گاں ہیسرم۔ ۱۱۰ ٹن کوئلے۔ ۱۹۰۰ چٹنی وغیرہ کی بوریاں لوٹ میں حاصل کیں۔ ۲۰۵ روسی گھر اور ۱۴۴ گودام ریل کے نزدیک جاپانیوں کے قبضہ میں آگئے۔ **۲۳ ستمبر لندن۔** جنرل کوروپاٹکن تار دیتا ہے کہ جاپانی بڑی سختی سے فیولنگ کی طرف جاتے ہوئے نظر آئے۔ یہ موکڈن سے مشرق کو ۷۰ کیلومیٹر دور تھے۔ **قریب ۸۰ مشنری انگلینڈ سے** سی۔ ایم۔ ایس کے متعلق غیر ممالک میں جا رہے ہیں۔ اُن میں سے بعض نئے ہیں اور بعض پرانے جو فرلو کے بعد واپس آ رہے ہیں۔ ۲۹ ستمبر کو اکیسٹر ہال میں انکا الوداعی جلسہ ہوگا۔ یہہ مشنری افریقہ۔ پنجاب۔ مشرقی اور جنوبی ہند۔ سیلون اور موریشس کو جاینگے۔ **فرانس اور ہسپانیہ** کے درمیان ایک عہدنامہ ہوا ہے کہ ان دونوں ملکوں کے درمیان علاوہ موجودہ دو ریلوے سڑکوں کے تین ریلوے اور بنائی جاویں۔ **امید کیجاتی ہے کہ محکمہ تار** بے تار ٹیلیگراف کے قائم کرنیکی کوشش کر رہی ہے۔ یہہ کام پہلی نومبر کو پورٹ بلیئر کے ساتھ عمل میں آئیگا اور اتمام سے پہلے ختم ہو جائیگا۔ **۱۶ تاریخ کو** سوڈان مہرٹہ ریلوے سڑک کے ریباغ اسٹیشن پر ایک مسافر گاڑی اور خالی انجن نے آپس میں ٹکر کھائی دونوں انجن اور سڑک خراب ہو گئی مگر مسافروں کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ **روس کے یہودی** زار کی سلطنت سے نکلے جا رہے ہیں۔ گذشتہ سال کی نسبت اس سال میں بہت لوگ چلے گئے۔ شہر بوبانرگ سے ۲۰۰۰ سے زیادہ یہودی خاندان امریکہ کو چلے گئے ہیں۔ دس پندرہ خاندان زور چلے جاتے ہیں اور خصوصاً جرمنی ممالک میں۔ یہہ لوگ عموماً بڑے متمول ہیں۔ اور بسا اوقات امریکہ کو بھی جاتے ہیں۔ **اس ہفتہ میں** جو ۲۰ ستمبر کو ختم ہوا بمبئی میں ۹۲۵ اموات واقع ہوئیں۔ پلیگ سے صرف ۱۵ آدمی مرے۔ **مسٹر ہابائن** نے ڈوور سے کیلایس تک سمندر میں تیرنے کی اب پانچویں دفعہ کوشش کی۔ دس گھنٹوں سے زیادہ پانی میں رہکر اور سمندر کے وسط سے ہوکر تیرنا چھوڑ دیا اس وجہ سے کہ سردی نہایت ہی سخت تھی اور اس سردی کے سبب سے وہ بیمار بھی ہو گیا۔ وہ کہتا ہے کہ پندرہ دن کے اندر اندر میں ایک دفعہ اور کوشش کرونگا۔ دو اور شخصوں ہگرٹی اور کریسلی صاحبان بھی اس کام میں ناکامیاب ہوئے۔ چار گھنٹوں تک رہنے کے سبب سے ایک کا تو گلا بیٹھ گیا اور دوسرے نے ۱۲ گھنٹے پانی میں رہنے کے بعد ہار کر تیرنا چھوڑ دیا۔ یہہ سب باتیں اشد درجہ کی سردی کے باعث تھیں۔ مگر کپتان ویب قریباً چوبیس گھنٹوں تک پانی میں رکھہ کر کھاڑی سے پار ہو گیا تھا۔ **پادری اے ہیگرٹ صاحب** جو متصل سنتال مشن کے اعلیٰ افسر تھے اتفاقاً نارملی میں ۱۹ ماہ ستمبر کو پیر کے دن فوت ہو گئے۔ صرف چند دنوں تک بیمار رہے کسی کو انکی موت کی امید نہ تھی۔ بیس تاریخ کو انکا دفن ہوا۔ جنازے کے ساتھ ایک جم غفیر میتھوڈسٹ مشن کے ممبران کا تھا۔ **سنہ ۱۸۹۲ء اور سنہ ۱۹۰۲ء** کے درمیان برطانیہ کلاں میں الکحال سے وفات کا مردوں کے درمیان ۴۰ فیصدی اور عورات کے درمیان ۵۵ فی صدی اضافہ ہوا ہے۔

ایڈیٹوریل نوٹس

ایک آریہ اخبار کا حسد اور تاسف

۱۰ ستمبر کے ستیہ دھرم پرچارک نے ایک خبر اِس مضمون کی شایع کی ہے کہ مسٹر ارلیا نے ایک تجویز پیش کی ہے کہ جبرالٹر کے نیچے سے ایک سرنگ نکالکر یورپ اور افریقہ کو ملادیا جاوے جس سے ریل کے راستہ مہینوں اور ہفتوں کا سفر دنوں اور گھنٹوں کا کام رہجاوے۔ اِس کے آخر میں تاسف اور حسد سے پُر فقرہ درج ہے کہ "یورپ والوں کے پاس ودیا اور دھیہ بل ہے جسقدر چاہیں اُنتی کر سکتے ہیں"۔ یہہ فقرہ بڑا غور طلب ہے۔ ہم صرف اُن سے یہہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ جب آپ کا دعوےٰ ہے کہ وید میں تمام علوم اور فنون مذکور ہیں اور صرف آریہ ہی اِس بات کے مدعی ہیں کہ ہم ہی وید منتروں کو بخوبی سمجھ سکتے ہیں اور سب بلکہ یورپ کے علماء بھی انکو سمجھنے کے ناقابل ہیں تو کیوں وہ بھی یورپ اور امریکہ والوں جیسی بلکہ اُن سے بھی بڑھکر ایجادیں نہیں کرتے اور اپنے ویدوں کی صداقت کو پبلک پر منکشف نہیں کرتے اور ہند کے خصوصاً اور کل دنیا کے عموماً فخر کا باعث کیوں نہیں بنتے؟ آریاؤں میں دولت کی بھی کسی طرح کمی نہیں جہاں ڈی۔ اے۔ وی کالج کے لئے کئی لاکھ روپیہ جمع ہے اور گروکل کے اور دیگر کاموں کے لئے جمع ہے اور آئے دن جمع ہوتا ہے تو کیوں ویدک سائنس اور علوم اور ایجاد کے لئے چندہ نہیں کرتے؟ اگر ہم گذشتہ ہندو راج اور بل کا خیال کریں اور انکی سوشل اور مارل اور منطقی زندگی پر غور کریں اور قدیم ویدک والوں کی لیاقت کا موازنہ اور مقابلہ کریں تو اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ کسی ہندو راج اور ودیا اور بل کے کسی زمانہ میں کوئی ایجاد نہیں ہوئی۔ ایک اور بات قابل غور ہے کہ کیا یورپ اور امریکہ والے۔ ویدوں نے یہہ دانائی اور عقل ویدوں سے پائی؟ وہ بقول آریہ سماج کے ویدوں کی زبان اور فہم کے سمجھنے سے بالکل عاری ہیں۔ انکا ترجمہ غلط انکی تفسیر غلط پس وہ لوگ ویدک مہاتماؤں اور وید والوں سے علم اختراع میں گوئے سبقت لے گئے ہیں اور اسکا ذریعہ اور سبب وید نہیں بلکہ کوئی اور شے ہے؛ یعنی مسیحی تعلیم اور خداوند مسیح پر ایمان لانا کیونکہ صاف لکھا ہے کہ جو کوئی دانائی میں ناقص ہو اس سے مانگے جو کثرت کے ساتھ دیتا ہے اور الاہنا نہیں دیتا۔

ویدوں میں قربانی

ہمنے جو ۲ ستمبر کے پرچہ میں ایک نوٹ بعنوان بالا دیا تھا اُس پر ہمارے ہمعصر حضرت ایڈیٹر آریہ گزٹ لاہور نے ۱۵ ستمبر کے پرچے میں بجائے اُس کے برخلاف لکھنے اور جواب دینے کے ہمارے نوٹ پر مضحکہ اُڑایا ہے اور پُرتشنیع اشعار سے ہمیں یاد فرمایا ہے۔ خیر ہم تو انکی تقلید نہیں کرتے بلکہ برعکس اِس کے خداوند کے قول کے بموجب کہتے ہیں کہ اے باپ انہیں معاف کر کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں اور یہہ کہ انکو وہ دانائی اور گیان بخش جس سے کہ اُن کی آیندہ بہبودی اور نجات ہو۔ علاوہ گذشتہ نوٹ کے مقام محولہ کے دیکھو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۹۲ "مخلوقات کے خداوند پرجاپتی نے اپنے آپکو اُنکے لئے دیدیا۔ کیونکہ وہ انکی قربانی بنا" نیز تلاردیا صفحہ ۱۲۳ سے ۲۲۲ "انہوں نے پرش پشو کو قربانی کیا۔ پرش جو ابتدا سے پیدا تھا۔ رگ وید ۱۰۔۱۲۱۔۱" "وہ آتم دا (اپنے آپ کا دینے والا) بلدا (طاقت دینے والا) جس کی چھایا جسکی مرتوامرتا (حیات ابدی) ہے۔ (مارٹن کلارک لکچر نمبر ۴)"۔

یہاں سے روز روشن کی طرح اور زیادہ مسیح کی کفارہ والی موت کا اشارہ ملتا ہے جس کی صلیبی موت سے حیات ابدی ایمانداروں کو ملتی ہے۔

مطالعہ انسان کو پورا آدمی بناتا ہے۔

(لارڈ بیکن)

متعلقہ رپورٹ بابت ۱۰ ستمبر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب رلیجس بک سوسائٹی اپنے کام میں کیسی ہمہ تن معروف ہے اور جانفشانی اور ایجاد کے ساتھ اپنی اشاعت کتب کو ہر طرح عزیز اور مفید عام بنانے میں کیسی مشغول ہے چنانچہ اُس نے ولائتی کتب فروشوں کی تقلید میں خاص خاص مضامین کی کتابوں کی مختلف لائبریریاں تیار کی ہیں اور ایک ہی حجم اور ہر رنگ جلد میں علیحدہ علیحدہ سیٹ میں مہیا کی ہیں۔ سنڈے اسکول لائبریری میں دلچسپ کتابوں کی بارہ جلدیں ہیں اور انکی قیمت صرف پانچ روپے رکھی ہے۔ دوسری لائبریری محمدی اور مسیحی مباحثہ کی کتابوں کی ہے جسمیں ڈاکٹر فنڈر صاحب مرحوم معرکۂ مناظرہ کے مقدمۃ الجیش کی کتابوں سے لیکر حال کے مناظرین کی کل تصنیفات کو یکجا فراہم کیا ہے اس لائبریری میں قریباً تئیس کتابیں ہیں اس پوری سِٹ کی قیمت مبلغ پندرہ روپے ہیں۔ منجملہ ان کے اور بہت سی روحانی اخلاقی علمی تواریخی وغیرہ وغیرہ مضامین کی صدہا کتابیں موجود ہیں۔ ہم اپنے مسیحی شائقین علوم کو اس طرف توجہ دلاتے ہیں کہ اگر وہ بیکن صاحب کے قول محولہ بالا سا بننا چاہتے ہیں تو اُس پر کاربند ہوں مطالعہ سچ مچ انسان کو پورا بناتا ہے اگر تم عالم دین و دنیا ہونے چاہتے ہو تو کتب کا مطالعہ کرو۔ اگر تم اخلاقی علم حاصل کرنا چاہتے ہو تو کتابوں کو پڑھو اگر تمہاری خواہش ہے کہ آسمان اور زمین کی سیر کرو تو کتابوں کو پڑھو کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

بیٹھے بیٹھے سیر ملک کی کرنا ۔ بس یہہ مزا کتاب میں دیکھا

رلیجس بک سوسائٹی کا یہہ منشا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے دیسی بھائیوں کو علمی امور میں یورپین کا ہمپلہ بنادے۔ اسلئے لٹریچر کی سجاوٹ اور حال کی کتب کی مطالعہ کی تحریک لوگوں کے دلوں میں پیدا کرنے اور کتابوں کے دلکش بنانے کیلئے یہہ سب کچھ کیا جو بیان ہوا۔ ہمارے بھائی خود اس طرف اپنی عنان توجہ کو موڑیں اور گلشن علوم کی سیر کریں۔

مضامین

ستیارتھ پرکاش درپن

بقیہ (۱۰) سوال

پہلا گھوڑا سفید رنگ کا یہہ سوار اور کمان اور تاج۔ سفید گھوڑا۔ کمان اور تاج علامتیں ہیں جنگ اور فتح کی جب سے خداوند یسوع نے یہہ فرمایا کہ تم تمام دنیا میں جاؤ ... اور میں ہمیشہ تمہارے ساتھہ ہونگا۔ اُس وقت سے دین عیسوی دنیا میں جاری ہوا اور دشمنوں کے ساتھہ مقابلہ کرنے کے لئے اُسکی روحانیت اور الہٰی قدرت اُس کی کمان تھے۔ اور فتحمندی کا تاج اُسکی رونق تھا۔ اُسکی یہہ حالت تین سو برس تک رہی اور یہہ بھی بہت کشمکش کے درمیان وہی کامیاب رہا اور ہوگا بھی (ووڈہاؤس)۔

دوسرا گھوڑا لال رنگ کا۔ اُسکا سوار تلوار لئے ہوئے تھا۔ زمین سے صلح کو دور کرنا اور ایک دوسرے کو قتل کروانا اُسکا کام بتلایا گیا۔ اس سے اشارہ اُن بدعتوں کی طرف معلوم ہوتا ہے جنہوں نے کلیسیا میں مخالف فریق بنا ڈالے جو ایک دوسرے کا خون کرتے تھے۔ مثلاً ڈوناٹسٹ اور ایرین آدی بدعتیں۔ مگر مسیح کی سچی کلیسیا پھر بھی قائم رہی۔ (روڈ ہاؤس)۔

تیسرا گھوڑا کالے رنگ کا۔ سوار کے ہاتھہ میں میزان تھی یا جوا۔ اس کی یہہ خصیت سنائی گئی گیہوں دینار کے سیر بھر اور جو دینار کے تین سیر۔ کالا گھوڑا غم اور مصیبت کی علامت تھا اور ترازو سے مراد کال یا گمی اناج کی ہے جو اُن ایام میں ہوگی۔ یہہ کال رومی سلطنت میں ۱۹۳-۲۱۲ء میں رہا۔ یہہ ایک اور طریقہ تھا جسکے ذریعہ مسیح نے کلیسیا کے ستانے والوں کا مقابلہ کیا (ٹامس سکاٹ)۔

اور سیاہ رنگ سے مراد غم اور روحانی تاریکی اور جہالت ہے اور گمی اناج کا اشارہ روحانی کال کی طرف ہے۔ اور ترازو جو بصورت جوئے کے ہوتا ہے (بعضوں نے ترازو کے بجائے جوا ترجمہ کیا ہے) جس سے مراد غلامی۔ ماتحتی ہے۔ اور کلیسیا کی تواریخ سے ظاہر ہے کہ وقتاً فوقتاً کلیسیا پر رسومات کا جوا رکھنے کی کوشش کی گئی۔ اور کلیسیا بہت سی ناواجب اور فضول رسومات کے ماتحت ہوگئی۔ اور دین عیسوی کی روحانیت سے دور ہوتی گئی۔ اور جوں جوں صدیاں گذرتی گئیں جہالت اور بیدینی بڑہتی گئی۔ اور رہبانیت کے طریقے اور مقدسوں کی پرستش اور مردوں کی ہڈیوں اور بالوں وغیرہ کی تعظیم۔ اور مورتوں کی پوجا جاری ہوگئی روح اور راستی کی عبادت زایل ہوئی۔ کلام اللہ کو چھوڑ بناوٹی روایتوں اور کہانیوں کی طرف دل لگائے گئے۔ یعنے پوپی جوا کلیسیا کی گردن پر رکھا گیا۔ ایسی کلیسیا میں سے اسلام نکلا اور اُس نے اپنے پیرووں پر ویسی ہی باتوں کا جوا لگایا۔ باوجود اِس کے مے اور تیل یعنے خدا کا کلام عرفان دینے کے لئے موجود ہوگا۔ (ووڈ ہاؤس)۔

چوتھا گھوڑا زرد رنگ کا۔ زرد رنگ مُردگی کا رنگ ہوتا ہے۔ سوار کا نام موت تھا۔ اُس کا کام قتل وبا اور کال۔ یہہ سب اُن سزاؤں کی علامتیں تھیں جو خدا کی طرف سے بھیجی گئی تھیں اور جنکا آگے ذکر آتا ہے۔ زمین کی چوتھائی سے مراد رومی سلطنت ہے جس میں بڑے بڑے ظالم بادشاہ ہوئے اور بہت خون ریزی کی خصوصاً ۱۹۳-۲۷۰ء میں۔ ایسی مصیبت اور ظلم کی حالتوں میں کاشتکاری میں نقصان آتا ہے فصل برباد ہوتی ہیں۔ اور کام کرنے والے مارے جاتے ہیں اور کال کی نوبت پہنچتی ہے جیسی اِس نبوت میں خبر ہے اور ایسا ہی ہوا تھا جیسا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ اور کال وبا کا باعث ہوتا ہے کیونکہ اچھی خوراک نہیں ملتی اور دوا سکی بڑھ کی جاتی ہے۔ رومی سلطنت کے درمیان اُس عرصہ میں پندرہ برس تک مہلک وبا ایسی پھیلی رہی تھی کہ دنیا کی تواریخ میں اُس کی نظیر نہیں ملتی۔ (ووڈہاؤس)۔ غرضیکہ یہہ چار گھوڑے مختلف رنگ کے کلیسیا کی رنگارنگ حالت کو ظاہر کرتے ہیں۔ رویا میں زمینی کلیسیا کی حالت اُن علامتوں سے دکھلائی گئی تھی اور یہہ نہیں کہ چوتھائی کرہ زمین بہہ کل کاروبار مذکورہ کے فی الواقعی اُس مُشتہر شدہ کتاب میں گذرا تھا۔

ناظرین کو معلوم ہووے کہ پنڈت دیانند نے کتاب مکاشفہ پر ۳۴ سوال کئے ہیں یعنے ۷، ۹، ۱۰ سے ۱۲ تک۔ مگر وہ سب ایسے ہی بیہودہ ہیں جیسے یہہ پانچ سوال ہیں جنکی کیفیت ناظرین کو دکھلائی گئی ہے اِس لئے اُن کا جواب دینا صرف تضیع اوقات ہے۔ شائقین انگریزی تفاسیر دیکھیں جنسے اس کتاب پُر اسرار کے معنے بہت کچھہ سمجھہ میں آسکتے ہیں۔ مگر پنڈت جی نے اِس کتاب کو کسی سے سمجھنے کی کوشش نہیں کی اور نہ پڑھا کی فقط اعتراض گھڑ گھڑ کے اپنے تئیں جتایا ہے کہ تحقیق کرنے میں آپ ایسے بڑھے پنڈت تھے۔ یہہ بھی خیال رہے کہ ہم نے اس درپن میں بائبل اور بیدوں کا حسب ضرورت مقابلہ کرکے دکھلایا ہے کہ ویدوں کا الہیات ردی ہے اور اُس کے قصحات صرف فسانے ہیں۔ اور ویدک مذہب کوئی مذہب نہیں جو انسان کی روحانی زندگی کے لئے کارآمد ہو سکے اور نہ اُس نے کبھی اپنے تئیں ایسا ثابت کرکے دکھلایا اب بشرط فرصت ویدوں کے الہام کی تفتیش نذر ناظرین کرونگا۔

راقم

پادری جی۔ ایل ٹھاکر داس

اخبار اسٹنڈرڈ کہتا ہے کہ یورپین خیال نے جو گذشتہ صدیوں میں یہہ فیصلہ کیا تھا کہ کوئی حقیقی تہذیب نہیں ہوسکتی تھی اگر وہ مسیحی یا یونانی یا رومی اقوام سے نہ نکلتی مگر جاپان نے اس خوشامد پسند خیال کو لغو ثابت کر دیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جاپانی لوگ ایسی تہذیبی طاقت رکھتے ہیں کہ اِس کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔

غرت بے مثال

ایک زندگی تمام ہوئی

چونکہ بہاری لال کے گاؤں میں شاذ و نادر ہی کبھی تار خبر آیا کرتی تھی اِس لئے اِس سے ایک طرح کی گھبراہٹ پیدا ہوئی یہہ پہلا موقعہ تھا کہ بہاری لال کے نام تار آیا۔ چنانچہ اُس نے کچھہ حیرانی کی حالت میں لفافہ کھولا۔ اِس سے اُسے کچھہ صاف بات معلوم نہوئی کیونکہ اُسمیں کل جمع صرف یہہ تین الفاظ تھے کہ "فوراً چلے آؤ"۔ بغیر اِس کے کہ بھیجنے والے کا نام دیکھے اُس نے فرض کر لیا کہ یہہ تار ضرور میرے بھائی کی طرف سے ہے کیونکہ اور کون تھا جو اُسے تار دیتا؟ پھر اُس نے طاعون کا خیال کیا اور اندیشہ کرنے لگا کہ کہیں پٹن لال طاعون میں مبتلا نہو گیا ہو۔ اِس خوف سے اُس کا کلیجہ دھڑکنے لگا۔ وہ پٹن لال کو بہت پیار کرتا تھا اور کیا اُس نے اِس بات پر زور نہیں دیا تھا کہ وہ شہر چھوڑ کر گاؤں میں آ رہے؟ پھر اُس نے اپنے تئیں یوں تسلی دی کہ اگر پٹن لال کو طاعون ہوتا تو اُس میں تار دینے کی ہمت کہاں سے ہوتی۔ یہہ نہیں ہو سکتا۔ ضرور کوئی اور بات ہوگی۔

تار ملنے کے دو گھنٹے بعد وہ اپنے بھائی کے مکان پر پہنچا۔ پیشتر اِس کے کہ وہ دروازہ کھولے دیکھتا کیا ہے کہ بہت سے لوگ دروازہ پر کھڑے ہیں اور ان میں ایک پولیس کا سپاہی ہے۔ بعد ایک بنیا جو سامنے کے مکان میں رہتا اور بہاری لال کو جانتا تھا پاس آ کر کہنے لگا کہ "اچھا ہوا آپ آ گئے۔ میں نے پولیس مین سے بہت کچھہ کہا تھا اور بمشکل اُسے اِس بات پر راضی کیا کہ آپکے آنے تک انتظار کرے۔ کیونکہ میرا خیال تھا کہ آپ سب سے پہلے خود گھر کے اندر داخل ہونا پسند کرینگے"۔

بہاری لال کچھہ حواس باختہ سا ہو گیا اور اِس بات کو مطلق سمجھہ نہیں سکتا تھا کہ میرے بھائی کے گھر میں میرے اول داخل ہونیکا کیا مطلب ہے؟ اتنے میں بہت سے لوگ جمع ہو گئے اور پولیس مین نے آگے بڑھکر بہاری لال سے کہا کہ "مکان اندر سے بند ہے۔ ہمنے ہر چند آوازیں دیں لیکن کسی نے کچھہ جواب نہیں دیا۔ اِس سے ہمیں اندیشہ ہے کہ ضرور کوئی حادثہ وقوع میں آیا ہے۔ سرکار کی طرف سے ہمیں حکم ہے کہ جس مکان کی نسبت اِس قسم کا شک ہو اُسے کھولکر دیکھیں لیکن ہمنے آپ کے آنے تک انتظار کیا ہے"۔

بہاری لال نے کہا "میرا بھائی ضرور کہیں باہر گیا ہوا ہوگا۔ وہ اِس وقت کبھی گھر نہیں ہوتا۔ اُس نے باہر ہی سے دروازہ بند کر دیا ہوگا۔ اگر وہ کہیں گیا ہوا ہے تو ضرور کوئی نوکر حاضر ہوگا"۔

اسپرنٹے نے کہا "آپ کا یہہ خیال ٹھیک نہیں ہے کل شام کیوقت پٹن لال نے خود مجھسے بیان کیا تھا کہ نوکر ڈر کر بھاگ گیا ہے اور آج اپنے ہاتھہ سے کھانا پکانا پڑیگا"۔

اِس سے بہاری لال کا دل فکر و تشویش سے بھر گیا اگرچہ اُس نے اِس کا بہت کچھہ اظہار نہ کیا اور ظاہری لاپرواہی سے کہا "مجھے مطلق یقین نہیں کہ پٹن لال اندر ہے۔ پر اگر وہ ہے بھی تو ضرور سو رہا ہوگا۔ بہر حال دروازہ کھولکر دیکھنے میں کچھہ نقصان نہیں ہے کسی قفل توڑنے والے کو بلوا بھیجئے"۔

اِسمیں کچھہ دیر نہ لگی۔ فوراً دروازہ کھولا گیا اور بہاری لال دو پولیس مین۔ مذکورہ بالا بنئے اور چند دیگر آدمیوں کے ساتھہ اندر داخل ہوا صحن اور برآمدہ بالکل سنسان تھا یہہ سب کے سب سیڑھیوں کی راہ سے بالاخانہ پر گئے لیکن وہاں بھی کوئی نہ تھا۔

بہاری لال نے کسی قدر تسلی پذیر ہو کر کہا۔ "میں نے کہا نہ تھا کہ وہ اِس وقت گھر میں نہیں ہوتا"۔ اتنے میں بنیا اُس کمرہ میں داخل ہوا جہیں پٹن لال اکثر اپنا وقت صرف کیا کرتا تھا۔ میز پر کاغذات اور کتابیں بے ترتیب پڑی تھیں اور فرش پر کچھہ سبزی پکانے کے لئے تیار کی ہوئی رکھی تھی۔ ایک گوشہ میں ایک چارپائی تھی اور اُسپر ایک بے حس حرکت لاش تھی۔ آہ! یہہ پٹن لال تھا۔ یا یوں کہئے کہ جو پٹن لال کہلاتا تھا اب یہی کچھہ اُس سے باقی رہگیا تھا۔ جو پہلے اِس کمرہ میں داخل ہوا تھا وہ یہہ دیکھتے ہی چلا اٹھا۔ بہاری لال جلدی سے آگے بڑھا اور اپنے پیارے بھائی کے پاس جا کھڑا ہوا لیکن پٹن لال نے اُسکی کچھہ پروانہ کی۔ جب بہاری لال نے معلوم کیا کہ اُس کا عزیز بھائی فوت ہو گیا اور سوائے مشتِ خاک کے اُس سے اور کچھہ باقی نہیں رہا تو اُس نے نہایت درد سے آہ ماری۔

فرد۔ گر پیر نود سالہ بمیرد عجب نیست — این ماتم سخت است کہ گویند جوان مرد

بہاری لال کو کچھہ معلوم نہ تھا کہ پٹن لال نے کس طرح اُسکی خاطر اور اُسے خوش رکھنے کی غرض سے عرصہ دراز تک ابدی نجات کو حاصل کرنے سے اپنے اُسکو باز رکھا۔ اب وہ ہونٹ جنپر موت نے مہر لگا دی کبھی ان بھید کی باتوں کو ظاہر نہیں کر سکتے۔ بہاری لال پٹن لال کی اُس روحانی لڑائی سے جو تنہائی میں وقوع میں آئی بالکل ناواقف تھا۔ کیونکہ اب پٹن لال ایسی جگہ چلا گیا جہاں سے بازگشت ناممکن ہے۔ اور اُس کے بھید اور راز ہمیشہ کے لئے پوشیدہ رہینگے۔

پٹن لال کے چہرہ پر نظر کر کے ایک پولیس مین نے کہا "آہ! یہہ اسی ہولناک مرض سے مرا ہے۔ جب سے ہم نے دروازہ بند دیکھا اُسی وقت سے ہمارا یہی خیال تھا"۔

بہاری لال نے غم کو ضبط کر کے بولنے کی طاقت پائی اور کہا "یہہ کیونکر ہو سکتا ہے؟ کیا کل وہ زندہ اور بالکل صحیح و سلامت نہیں تھا؟"

پولیس مین نے کہا "آجکل یہہ کچھہ عجیب بات نہیں ہے اب تو اِس طرح اُنافاناً مر جانا ایک معمولی سی بات ہو گئی ہے۔ یہہ بیماری کچھہ عجیب طرح کی ہے۔ خدا جانے اِس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ بعض مریض کئی کئی روز تک بیمار رہتے ہیں اور بعض کا یہہ حال ہوتا ہے کہ آج بیمار ہوئے اور کل چل بسے۔ ہمنے اس سے پیشتر بھی اِس قسم کی بہت سی وارداتیں

دیکھی ہیں؟

پس اس طرح سے بشن لال کی زندگی کا خاتمہ ہوا اگر بشن لال کو انسانی خوف زندگی کے اعلے مدارج ومقاصد کے حصول سے باز نہ رکھتا تو اُس کی زندگی خدا کے جلال اور ابدیت کے لئے بسر ہوتی؟

جب یہہ وحشت اثر خبر آناً فاناً منتشر ہوئی تو بہت سے لوگوں کے دل غم ورنج سے بھر گئے۔ سدرسن داس بہت ہی غمزدہ اور مایوس ہوا۔ اُس نے مدت سے اپنے دل میں یہہ ٹھانی ہوئی تھی کہ خدا کے فضل سے اُسے مسیح کے لئے حاصل کرونگا۔ اب وہ یکایک اُٹھا لیا گیا اور ایسی جگہ پہنچا دیا گیا جہاں سدرسن داس کی رسائی نہ تھی۔

لیکن جب یہہ خبر املین تک پہنچی تو اُس نے کہا کہ کون جانتا ہے کہ اُس کے دل میں آخری وقت میں کیا کیا گذرا؟ اگر کسی کتاب میں لکھا ہوا نہ ہوتا تو کون یقین کرتا کہ جو چور ہمارے خداوند کے ساتھ مصلوب ہوا اُس نے خداوند کے پاس بہشت میں جگہ پائی؟ میں تو بعض اوقات خیال کرتی ہوں کہ اُس چور کی حکایت ہمیں اس لئے سنائی گئی ہے تاکہ ہم جانیں کہ خداوند یسوع مسیح کس قدر جلدی اور عجیب طور سے جبکہ خیال بھی نہیں کر سکتے اپنا کام کرتا ہے اور جن کی بظاہر کوئی امید نہیں ہوتی اُنہیں کامل نجات بخشتا ہے۔ یہہ روحانی دنیا کی ایک جھلک سی ہے؟

سدرسن داس نے غمزدگی سے کہا فرض کیا کہ وہ مسیح کی طرف رجوع بھی لایا اور اُس نے نجات بھی پائی لیکن اُس نے نہ اپنی زندگی مسیح کی رضاجوئی میں بسر کی اور نہ اسکی کچھ خدمت کی۔ وہ تو مسیح کا ایک بڑا بھاری گواہ بن سکتا تھا۔ میں تو خیال کرتا ہوں اُس نے بہت کچھ کھو دیا اور کلیسیا کا بھی بڑا بھاری نقصان ہوا؟

املین نے کہا ہاں بیشک بعض بہت کثرت سے فضل پاتے ہیں اور بعض صرف نجات کی تسلی حاصل کرتے ہیں۔ اگرچہ یہہ امید رکھنا مشکل ہے کہ بشن لال مقدم الذکر جماعت میں شامل ہو تو بھی ممکن ہے کہ وہ مؤخر الذکر جماعت میں شامل ہو۔

شیورانی کے لئے بشن لال جیسے عزیز اور پیارے بھائی کی موت ایک ناقابل برداشت رنج وغم کا باعث تھی۔ اُس نے ابھی مسیحی دین کے متعلق بہت کچھ نہیں سیکھا تھا اور اس بات سے بالکل ناواقف تھی کہ جس کی روشنی کے سامنے موت کے سایہ کی تاریکی بھی نہیں ٹھہر سکتی اور اُس کے حیات بخش لمعانِ انوار سے غم کا کچلا ہوا دل بھی ترو تازہ اور منور ہو سکتا ہے چونکہ شیورانی کا شوہر اور عزیز بچے اس سے پیشتر ہی راہیانِ ملکِ عدم ہو چکے تھے اس لئے وہ اپنے بھائی کی موت پر نہایت ہی غمزدہ اور نڈھال ہو گئی کیونکہ بنظر ظاہر اُسکا آسرا سہارا جو کچھ تھا بشن لال ہی تھا۔

اب وہ دن قریب آ رہا تھا جبکہ شیورانی نے معلوم کیا کہ چونکہ مسیح زندہ ہے اس لئے جو اُس پر ایمان لاتے ہیں وہ بھی اُس کے ساتھ زندہ رہینگے۔ اور جبکہ اُس نے صلیب پر جان دی تو تمام ایمانداروں پر آسمان کی بادشاہت کی راہ کھول دی۔ بعد میں شیورانی نے یہہ بھی سیکھا کہ جس بھائی نے مجھے کہا تھا کہ مسیح پر پوشیدہ ایمان رکھو تو رکھو لیکن علانیہ اقرار نہ کرو وہ خود درپردہ مسیح پر ایمان رکھتا تھا۔

مسٹر سنگھ کے گھر میں جب چھوٹی سی جماعت میں اس موت کا ذکر ہوا تو حاضرین کے ایمان کی بڑی سخت آزمائش ہوئی۔ کیونکہ وہ بشن لال کے لئے بہت دعا کیا کرتے تھے اور اب ایسا معلوم ہوا کہ گویا انکی دعائیں قبول نہیں ہوئیں۔ اس موقعہ پر انہیں یاد دلایا گیا کہ وہ دن غالباً جلد آنیوالے ہیں جبکہ انہیں معلوم ہوگا کہ انکی دعائیں سنی گئیں اور قبول ہوئیں۔ کیونکہ اس بات کو کون جانتا تھا کہ جو اُن کے درمیان سے اس طرح یکایک اُٹھا لیا گیا اُس کے دل میں آخری وقت میں کیا کیا گذرا؟ پھر انہوں نے دعا کی کہ کسی نہ کسی طریقہ سے جسکو ہم سمجھ سکیں یہہ بات ظاہر ہو کہ اس اچانک موت سے خدا کا جلال ظاہر ہوگا۔ اس دعا کے جواب کے لئے انہیں بہت دیر تک انتظار نہ کرنا پڑا۔

گذرے آیام

اے ناظر تیری موجودہ زندگی فطرت کے بیرو پر کیا گواہی دیتی ہے؟ تو ایک مورخ تواریخ ہے لوگ تجھ کو پڑھکر تیری نسبت اور تیری تواریخ کے موضوع کی نسبت کیا تصور کرتے ہیں؟ تو یاد رکھ کہ تو زمانہ کے قدرت کا مورّخ تواریخ ہے۔

ہماری سندی آیت کے اشارے ابھی تک ہمارے ماضی کی طرف ہو رہے ہیں اور ہمکو تاکید کرتے ہیں کہ ہم خدا کے بعض کاموں کا جو وہ آجتک ہمارے لئے کر چکا ہے بیان کریں۔ خدا آجتک ہمارے لئے تین قسم کے کام کر چکا ہے۔

اوّل۔ قدرتی یا فطرتی۔ دویم دنیوی۔ سویم مذہبی یا اخلاقی۔ میری آنکھیں آسمان پر لگی ہیں میرے خیال نجومیوں اور سائنس دانوں کے پیچھے پیچھے چلے جاتے ہیں۔ میں آسمان پر ستاروں اور سیاروں کی ہستی اور انکی ترتیب اور انتظام اور انکی خوبی اور جلال کو دیکھتا آیا اور آجتک دیکھ رہا ہوں۔ اس انتظام کی خوبی اور کمالیت کا تصور کرکے بہت عالم لوگ ایسے بیفکر ہو گئے کہ اس سے اعلیٰ ہستی کے وجود سے منکر ہو بیٹھے انہوں نے نہ دیکھا کہ اس قدرتی مشین کا ہنڈل کسی قادر کے ہاتھ میں ہے۔ میں اپنی تمام گذری زندگی میں متعجب رہا کہ کیوں گذرے ایام میں سورج کا نکلنا ایک ماہ کے لئے ملتوی نہ ہو گیا کیوں سورج کی روشنی دو چار دن کے لئے جاتی نہ رہی۔ اور کیوں چاند سورج نہ بنگیا اور ایک دو ماہ کے لئے ہیموں بقال کی طرح آفتابی ڈنگانہ بجایا گیا۔ یا کیوں کوئی ستارا یا سیارہ زمین پر نہ

ٹوٹ پڑا اور زمین اور اُسکی آبادی کا خاتمہ نہ کیا گیا۔ یا کیوں سورج میں اِس قدر گرمی پیدا نہ ہو گئی کہ خطِ استوا سے نزدیک رہنے والے لوگ بھی اپنے چہروں پر سیاہ چمڑے کو پہن لیتے اور جھلس جاتے یا کیوں زمین پر ایسے زلزلے نہ آئے کہ زمین ککڑی کی طرح پھٹ جاتی اور سطح پر کی آبادی زمین کے تحت میں چلی جاتی۔ یا کیوں صحرائے افریقہ کی آندھیاں کل زمین پر نہ چلیں اور بارشوں سے کیوں نوح کے طوفان برپا نہ ہو گئے؟ تعجب ہے کہ سورج کو جلتے جلتے اِس قدر طویل زمانے گذر گئے پر وہ راکھ اور کوئلہ ہو کر ختم نہ ہوا۔ اُسکی شعاعوں میں اور اُس کی گرمی میں اور اُس کی جسامت میں فرق نہ آیا۔ نامعلوم کیونکر یہہ کھلی ہوئی آگ کا سمندر وجود میں آگیا اور کس نے اِس دوزخ دائمی کی سیال آگ کو فراہم کیا جسکی شعاعوں میں زمینی خلقت کی زندگی قائم کی اور جس کے وجود پر خلقت دنیوی کا انحصار رکھا؟ ناظر۔ ان تمام اجرام فلکی کی ترتیب اور انتظام میں ہمیں ایک اعلیٰ مرتب اور ایک اعلیٰ منتظم کا ہاتھ محسوس ہوتا رہا جسکے اختیار کے ہاتھ تلے سیارے اور ستارے کام کرتے چلے آئے اور کوئی اپنی جگہ سے سرمو سرکنے نہ پایا اور اس انتظام سے وہ نتائج پیدا ہوتے آئے جنسے ہماری زندگی کا بود و نشو و نما پاتا آیا۔ دیکھو یہہ کیسا بڑا کام ہے جسے خدا کا مخفی ہاتھ ہمارے لئے انجام دیتا آیا ہے۔

ناظرین دور کیوں جاتے ہو تم اپنی زمین سے کرہ ہوائی میں آؤ اور اپنے موجودہ کیمیاگروں سے دریافت کرو کہ جس قدر تم نے مفردات اور مرکبات زمین کے دریافت کئے ہیں انہیں سے کونسا ایک مفرد ہے جسپر انسانی زندگی کا انحصار ہے۔ اگر وہ سچ بولینگے تو آپکو معلوم ہو جائیگا کہ جسقدر مفردات دریافت ہوئے ہیں اُنمیں سے کوئی ایک نہیں ہے جس پر انسانی یا حیوانی زندگی منحصر ہو بلکہ اُنمیں سے ایک ایک اپنی اپنی ذات میں انسان کے لئے مہلک ہے۔ اور ان مہلک اسباب سے ہماری ہوا جسمیں ہم دم مارتے ہیں پر ہے پس ایسی ہواؤں سے ہمارا اِس قدر زندگی کا وارث ہونا جس قدر زندگی کے ہم وارث ہو چکے کیا ہمارے لئے حیرت انگیز امر نہیں ہے؟ یہہ ایک کام ہے جو قدرت ایزدی ہمارے لئے آجتک کرتی آئی ہے یہانپر اُسکی پاسبانی کا کامل ثبوت ہے۔ تم اپنے پاسبان کو دیکھو۔

راقم ـــــ

غلام مسیح از انبالہ شہر

مقبول شدہ دعائیں

بائیبل کی دعائیں

ہمارے خداوند کی ایک اور قابل یاد دعا وہ تھی جو اُس نے گتسمنے باغ میں مانگی تھی۔ وہ اُن سے ایک ڈھیلے کی مار دور گیا اور منہ کے بل گرا اور دعا مانگ کے کہا۔ میں یہاں پر آپ لوگوں کی توجہ اِس حقیقت مذکورہ کیطرف رجوع کروانا چاہتا ہوں کہ جبکہ ہمارے منجی نے خدا سے دعا کی تو چار دفعہ براہِ راست آسمان سے جواب آیا۔ پہلے اِس کے بپتسمہ کے وقت جبکہ اِس کی دعا کے جواب میں آسمان وا ہو گیا اور روح اُس کے اوپر نازل ہوئی۔ پھر اُس پہاڑ پر جبکہ اس کی صورت تبدیل ہو گئی تھی خدا اُسپر ظاہر ہوا اور اُس سے ہمکلام ہوا۔ پھر جبکہ یونانی لوگ اُسکی ملاقات کے مشتاق ہو کر اُس کے پاس آئے تو اُسکی دعا کے جواب میں خدا کی طرف سے ایک آواز آئی اور پھر جب اُس نے عین اپنی مصیبت کے درمیان باپ کو پکارا تو براہِ راست اُسکو ایک جواب ملا۔ بلاشبہ یہہ واقعات اِس لئے زیب قلم ہوئے کہ ہم دعا مانگنے میں دلیری اور ہمت پاویں۔ ہم پڑھتے ہیں کہ اُس کے شاگرد اُس کے پاس آئے اور اُنہوں نے اُس سے کہا۔ "اے خداوند ہمیں دعا مانگنا سکھلا"۔ اس بات کا ذکر تو نہیں ہوا کہ اُس نے انہیں سکھلایا کہ کس طرح دعا مانگنی چاہیئے۔ میں اکثر یہہ کہا کرتا تھا کہ کاشکہ میں جانوں کہ میں کسطرح دانیل کی مانند دعا مانگ سکوں نہ یہہ کہ میں جبرائیل کی طرح منادی کر سکوں۔ اگر تمہارے دلوں میں اِس بات کا شوق ہے کہ تمہاری دعا کے جواب میں خدا کا فضل تم پر نازل ہو تو لوگوں تک تمہاری رسائی میں کچھ بھی دقت نہ ہوگی۔ فصیح وعظوں سے مرتی ہوئی روحوں تک ہماری رسائی نہیں ہو سکتی۔ ہمیں خدا کی طاقت کی ضرورت ہے تاکہ برکت نازل ہو۔

وہ دعا جو ہمارے خداوند نے اپنے شاگردوں کو سکھلائی تھی عموماً خداوند کی دعا کہلاتی ہے۔ میرے خیال میں خداوند کی دعا زیادہ مناسب طور پر وہ ہے جو یوحنا کے سترہویں باب میں مرقوم ہے۔ یہہ سب سے بڑی دعا ہے جو خداوند نے مانگی اور جو انجیل میں قلمبند ہوئی ہے۔ ہم اُسکو آہستہ آہستہ اور بڑی ہوشیاری سے قریباً چار یا پانچ منٹ میں پڑھ سکتے ہیں۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ ہم یہاں اِس سے ایک سبق سیکھ سکتے ہیں۔ ہمارے خداوند کی دعائیں عوام میں اکثر چھوٹی ہوا کرتی تھیں اور جب وہ خدا کے ساتھ خلوت میں ہوتا تھا تو وہ اور طرح کی دعا مانگا کرتا تھا اور اپنے باپ کی محبت میں ساری رات بتا دیا کرتا تھا۔ میرا تجربہ ہے کہ وہ لوگ جو اپنے خلوت میں دیر تک دعا کیا کرتے ہیں اکثر جلوت میں چھوٹی چھوٹی دعائیں مانگا کرتے ہیں لمبی دعائیں ہرگز دعائیں نہیں ہوتیں اور وہ لوگوں کو تھکا ڈالتی ہیں۔ محصول لینے والے کی دعا کیسی مختصر تھی "اے خدا مجھ گنہگار پر رحم کر"۔ کنعانی عورت کی دعا اور بھی زیادہ مختصر تھی "اے خداوند میری مدد کر"۔ اُس کا تیر ہدف تھا اور جو کچھ وہ چاہتی تھی وہ اُسے ملگیا۔ اس چور کی دعا جو صلیب پر خداوند مسیح کے ساتھ مصلوب ہوا تھا چھوٹی سی تھی "اے خداوند جب تو اپنی بادشاہت میں آوے تو مجھے یاد کیجیو"۔ پطرس کی دعا یہہ تھی کہ "اے خداوند مجھے بچا کہ میں ہلاک ہوا"۔ پس اگر تم تمام بائیبل کو پڑھو تو تمکو معلوم ہو جائیگا کہ وہ دعائیں جنکا فی البدیہہ جواب ملگیا بہت چھوٹی چھوٹی دعائیں تھیں۔ کاشکہ ہماری دعائیں ہماری مافی الضمیر کے عین مطابق ہوں ٹھیک وہی باتیں انمیں ہوں جو خدا



سے مانگتے ہیں*

مکاشفہ والہام

دنیا میں پنطوس پلاطوس کے ہم آواز ہو کے چہار اطراف سے یہہ آواز سنائی دیتی ہے کہ حق کیا ہے۔ خداوند یسوع مسیح نے اِس سوال کا جواب تمام و کمال دیا ہے کہ تیرا کلام سچائی ہے کیونکہ خدا کا کلام اُس کے دل کا اظہار ہے*

اب اِس بات کو دریافت کرنا ضروری امر ہے کہ یہہ کلام ہمیں کہاں سے ملتا ہے۔ عیسائیوں کا دعویٰ ہے کہ بائبل میں سے۔ اور چونکہ بائبل الہامی کتاب ہے اِس لئے بائبل کے الہام کی تحقیقات نہایت ہی مفید و گران قدر ہے۔ خصوصاً حال کے زمانے میں جبکہ تحقیقات کا بازار چہار اطراف سے گرم ہے۔ بائبل اور بائبل کے ماننے والے اِس بات سے پہلو تہی نہیں کرتے۔ کیونکہ مسیحی دین کو طالبان حق کی تحقیقات سے کچھ نقصان نہیں بلکہ تقویت ہی ہوتی ہے اُسکو صرف ایک ہی بات سے نقصان پہنچتا ہے بقول ڈاکٹر پی صاحب مسیحی دین پاک نوشتوں کی تحقیقات سے نہیں ڈرتا اور نہ علمی تحقیقات اور نہ ہی تواریخی تحقیقات سے لیکن مسیحی دین کو صرف ایسے ہی شخصوں سے نقصان پہنچتا ہے جو کہ قدرے قدرے اور فقط سطحی علم حاصل کرتے ہیں اور خوب تدقیق کے ساتھ چھان بین نہیں کرتے۔ صدیوں سے چند کتابیں خدا کا کلام تسلیم کی گئی ہیں اور بعض کتابوں کو یہودی لوگ خدا کا کلام مانتے اور اپنی جان سے بھی عزیز جانتے تھے بقول یوسی فس۔ صاف ظاہر ہے کہ ہم اپنی مقدس کتابوں کو پورے یقین سے مانتے ہیں گو صدیاں گذر گئیں تو بھی کسی کو جرأت نہ ہوئی کہ اُسمیں کچھ کمی بیشی کر سکے یہودی شخص پیدائش ہی سے اپنے دل میں ان کتابوں کی تعظیم کرتا اور مانتا ہے کہ وہ خدا کا کلام ہے اور وہ اسی پر قائم رہتا ہے یہانتک کہ اگر اُسکو مرنا ہی ضرور ہو تو خوشی سے قبول کرتا ہے۔ مسیحیوں نے یہودیوں کی کتابوں کو الہامی مان لیا اور علاوہ ازیں نئے عہد نامہ کی کتابوں کو بھی اُس کے مساوی الہامی مانا۔ ابتدا از زمانہ سے کلیسیا میں اگرچہ طرح طرح کے جھگڑے اور بدعتیں برپا ہوئیں پر اِس امر میں سب فرقوں کے سبھی متفق الرائے رہے ہیں کہ یہہ بائبل الہامی کلام ہے اور سب کے سب اُس سے سند لیتے رہے۔ پندرھویں صدی تک اِس خیال کا کہیں تخم بھی نظر نہیں آتا کہ اِس کتاب کے الہامی ہونے کے بارے میں کسی کو کچھ شک ہوا ہو۔ اِس واقعہ سے یہہ نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ پندرھویں صدی تک الہام کا مسئلہ مسلم تھا۔ اِس عقیدے کی بنا صرف یہہ نہ تھی کہ لوگوں کی عقل قائل ہو گئی تھی پر یہہ کہ وہ اُس کو خدا کا کلام مانتے تھے*

مکاشفہ ناممکن نہیں ہے

یہہ بات ناممکن نہیں کہ خدا اپنی مرضی کا انکشاف بنی آدم پر کرے۔ اگر یہہ ناممکن ہو تو یا خدا کی طرف ناممکن ہوگا یا انسان کی طرف۔ پر خدا کے لئے تو کوئی بات ناممکن نہیں کیونکہ وہ اپنے تئیں جس طریقہ سے چاہے ظاہر کر سکتا ہے۔ وہ انسان کے قوئی کو مناسب درجہ تک بڑھا سکتا اور انسان کے دلکو ایسا بنا سکتا ہے کہ الٰہی عرفان اسمیں پیدا ہو جائے۔ اگر کوئی آدمی اِس بات کا انکار کرتا ہے تو وہ گویا خدا کی ذات و صفات کا انکار کرتا ہے پھر انسان کے لئے بھی یہہ ناممکن نہیں کیونکہ ذی عقل مخلوق کے لئے خالق کی نسبت کسی قدر جاننا ناممکن نہیں۔ ہم سب باتوں کی تحصیل در سرو سے کرتے ہیں۔ مثلاً سب کا کام نہیں تھا کہ کشش کے قانون کو دریافت کرے لیکن جب سر آئزک نیوٹن صاحب نے دریافت کیا تو ہم سب اُس قانون کا علم حاصل کر سکتے ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس۔ اِسی طرح خدا اپنی مرضی کا مکاشفہ کسی خاص شخص کو دیتا ہے اور اُس سے اور لوگ مستفید ہوتے ہیں*

مکاشفہ اغلب ہے

خدا اور انسان کے درمیان خالق و مخلوق کا رشتہ ہے خالق کامل نیک و پُر محبت ہے جو اپنے مخلوق کی اعلےٰ سے اعلےٰ خوشی چاہتا ہے۔ مخلوق کی اعلےٰ ترین خوشی سوا اِس کے اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے خالق کی معرفت حاصل کرے جیسا کہ مزمور ۱۷-۱۵ آیت میں مرقوم ہے کہ جب میں تیری صورت پر ہو کے جاگونگا تو میں سیر ہونگا۔ (مراد یہہ ہے کہ اِس کے بغیر پوری سیری نہیں) پس اگر خالق مخلوق کی خوشی چاہتا ہے اور وہ خوشی صرف خالق کی پہچان سے حاصل ہوتی ہے تو ضرور ہے کہ خدا اپنے تئیں اُس پر ظاہر کرے اور ایسا ظاہر کرے کہ وہ گویا اُسکا مطالعہ کرے اُوسے پیار کرے اور اُسکی پیروی کرے* انسان کے لئے محال نہیں ہے کہ وہ خدا کی باتوں کو کسی قدر سمجھے اگر محال ہوتا تو خدا یہہ خواہش یا آرزو اُسکے دلمیں نہ ڈالتا۔ لہذا انسان خدا کو جان سکتا اور پیار کر سکتا ہے تاکہ اُسکی دلی آرزو پوری ہو۔ محبت کے لئے علم ضرور ہے کیونکہ جسکو ہم جانتے نہیں اُسکو کیونکر پیار کریں پس اگر ہم خدا کو نہ جانیں تو اُسے پیار بھی نہیں کر سکتے ہیں۔ کسطرح جانیں؟ جواب۔ مکاشفہ سے۔ نیچر اِس اہم کام کے لئے کافی نہیں۔ ہاں کسیقدر تو ہم اُس سے خدا کی بابت جان سکتے ہیں جیسے رومیوں ۱-۲۰ میں رسول فرماتا ہے کہ اُسکی ازلی قدرت اور خدائی خلقت کے کاموں سے صاف دکھائی دیتی ہے لیکن بقول ایوب ہم اپنی تلاش سے خدا کا بھید معلوم نہیں کر سکتے یا قادر مطلق کے کمال کو نہیں پہنچ سکتے ہیں۔ قادر مطلق جو ہے ہم اُس کے بھید تک نہیں پہنچ سکتے اُسکی قدرت اور عدالت عظیم ہے اُسکا انصاف فراوان ہے وہ تصدیعہ نہیں دیتا۔ دیکھو ایوب ۱۱-۷ و

۲۳-۳۷ ؛

حاصل کلام ۔ اگر انسان کی حقیقی خوشی (جو اُس کا خالق چاہتا ہے) کے لئے خدا کی محبت و معرفت ضروری ہے تو کمال غالب ہے کہ خدا اپنے تئیں ضرور ظاہر کریگا تاکہ اُس کے مخلوق کی خوشی و دلی آرزو پوری ہو ۔ علاوہ ازیں خدا کی ذات و صفات کے بارے میں طرح طرح کے غلط و بیہودہ خیالات دنیا میں بھرے ہوئے ہیں اِس لئے بھی خدا اپنی ذات و صفات کا مکاشفہ ضرور دیگا تاکہ اُسکی نسبت ہم صحیح خیال رکھیں ؛ (باقی آئندہ) راقم جسونت سنگھ کلارک آباد

مراسلات

سیالکوٹ کا روحانی بیداری کا جلسہ

(۲۶ اگست سے ۱ ستمبر تک)

جلسہ عجیب تھا اس میں اڑہائی یا تین سو لوگ شریک تھے جنمیں زیادہ حصہ مسیحی خادمان دین اور کارندوں کا تھا ہر ایک نے اپنے سفر اور کھانے کا خرچ آپ ہی اٹھایا تھا ۔ جلسے کے موقع پر کسی مسلمان نے دوکان کا انتظام کیا تھا جہاں سے کھانے کی ضروری چیزیں مل جاتی تھیں اِس انتظام سے بڑا آرام رہا ۔ اور لوگوں کے اپنے اپنے خرچ اٹھانے کا یہ نتیجہ ہوا کہ زیادہ وہی لوگ جلسہ میں حاضر ہوئے جو برکت کے خواہاں تھے ؛

جلسہ میں عجیب روحانی بیداری واقع ہوئی ایسا جلسہ شاید پنجاب میں کبھی نہیں ہوا ہوگا ۔ اِس جلسہ کو پسندیدہ اور اشراف نہیں کہنا چاہئے ۔ روح القدس اپنی ہیکل کو صاف کر رہی تھی ۔ اور تمام گرد و غبار اور گندگی کو دور و دفعہ کر رہی تھی اور بہتوں کو اپنے اپنے گناہوں کے اقرار کرنے میں بڑی شرمندگی اٹھانی پڑے ؛

جلسہ کی خاص آیت تمام اثنائے جلسہ میں یہہ رہی ۔ "اگر ہم اپنے گناہوں کا اقرار کریں تو وہ بھی معاف کرنے میں اور ساری ناراستی سے پاک کرنے میں وفادار اور راست ہے" (۱ ۔ یوحنا ۱ : ۹) ۔ ساتھہ ہی یہہ آیت بھی بطور متن تھی ۔ "آپسمیں ایک دوسرے سے اپنے اپنے گناہونکا اقرار کرو اور ایک دوسرے کے لئے دعا مانگو تاکہ شفا پاؤ" (یعقوب ۵ : ۱۶) ۔ اِس کلام سے پاک روح نے بہتوں کے دلوں کو چھیدا جلسے کے شروع میں ہلکی ہلکی باتوں کا اقرار ہونے لگا پر بعد میں الجھانے اور رلانے والے گناہوں کا اقرار ہوا ولایتی مشنریوں اور ہندی مسیحیوں ہر دو نے اپنے اپنے گناہوں کا اقرار کیا اور درخواستیں کیں کہ ہمکو دوسروں سے بھی دعا کی امداد ملے ۔ ناپاکی ۔ شہوت ۔ زنا ۔ بری نظر ۔ چوری جھوٹ جھگڑے ۔ غرور ۔ غصہ ۔ سستی اور حسد کے گناہوں کا نام بنام اقرار کیا گیا ۔ اور اقرار کرنے والوں کی بڑی خواہش یہہ تھی کہ ہم روح القدس سے معمور ہو جاویں تاکہ اُن گناہوں سے پوری پوری رہائی پاویں اور اپنے اپنے کاموں میں کامیابی حاصل کریں ؛

سکول کی لڑکیوں پر بھی جلسہ کے آخری دنوں میں برکتیں بکثرت نازل ہوئیں اور یہہ نہایت خوشی کی بات ہوئی ؛

جلسے کے آخری دن میں ایک خاص میٹنگ ہوئی جسمیں فقط ولایتی اور ہندوستانی پادری صاحبان اور لائسنشی ایٹ اور کیٹی کسٹ اور ایلڈر شامل تھے ۔ اِس میٹنگ میں روح نے بڑے زور سے کام کیا اور بہتوں کے دلوں کی پوری پوری صفائی ہوئی ۔ ایک ولایتی مشنری نے رو کے دعا کی اور دعا میں یہہ مدد مانگی "کہ روح کی قوت مجھے نہیں ملی اِس لئے میں اُسکی قوت کا خواستگار ہوں" ؛

مخصوصیت کی میٹنگ آخری رات کے وقت منعقد ہوئی اِس میں کئی اشخاص نے پہلی مرتبہ اپنے آپکو خداوند کے حوالہ کر دیا اور بہتوں نے دوبارہ از سر نو اپنے آپکو مخصوص کیا اور اُن اقراروں اور درخواستوں اور آرزوؤں کے بعد اُن کی مخصوصیت کوئی ہلکی بات نہ تھی ؛

اگر کوئی پوچھے کہ اُس عجیب برکت کے وسائل کیا تھے تو جواب یہہ ہے کہ بائیبل کا مطالعہ اور وعظ اور ذاتی تجربات اِس امر کے خاص وسائل تھے ۔ وعظ گناہ اور طاقتور زندگی کے مطالعہ کے مضامین پر اور مسیحی عملی زندگی اور مسیحی معمولی زندگی پر ہوتی رہیں ۔ بعض نے اپنی گذشتہ زندگی کا احوال کھلم کھلا و آنسو بہا بہا کر بڑے شرمساری سے بیان کیا اور اُن دنوں کا ذکر کیا جب وہ فلاں فلاں الجھانیوالے گناہوں میں پھنسے ہوئے تھے اور خدا اور انسان کے سامنے اپنے خاص گناہوں کا اقرار کرکے عجیب فتحیابی اِس گواہی نے سیالکوٹ میں دوسروں کی بھی حوصلہ افزائی کی جنہیں گناہ سلطنت کر رہا تھا اور انہوں نے بھی اسی موقع پر اپنے اپنے گناہوں کا اقرار کرکے فتحیابی حاصل کی ؛

مگر اُن روحانی بیداریوں کا جو اس جلسہ میں ظہور میں آئیں حقیقی سبب دعا ہی تھا ۔ اول اور خاص وسیلہ یہہ تھا کہ سنا گیا ہے کہ دو پنجابی پادری صاحبان جو جلسے میں برکت کے ساتھہ حاضر تھے اِس جلسے کے لئے تین برس سے دعا مانگ رہے تھے ۔ پھر جب اِس جلسہ کے انعقاد کی صلاح ماہ جولائی کے آغاز میں قرار پا گئی تو اِس جلسے کے اشتہارات خاص ممالک میں خاص خاص دوستوں اور روحانی شخصوں کے پاس بھیجے گئے تھے تاکہ دعائیں بغلش کیجاویں ۔ پس جب جلسے ہو رہے تھے تو انگلستان اور امریکہ اور جنوبی افریقہ اور آسٹریلیا میں اِس جلسے کے لئے دعائیں ہو رہی تھیں کہ اِس جلسہ میں خدا کی طرف سے برکتیں نازل ہوں ۔ اِس ملک میں بھی بہتوں کے پاس اشتہار بھیجے گئے تھے تاکہ وہ بھی دعا کریں ۔ پھر وہیں جلسہ ہی میں ازحد دعائیں ہوتی رہی تھیں اور میٹنگوں کے وسط اور آغاز اور اختتام میں بھی دعائیں ہوتی رہیں ۔ یہہ تعجب کی بات ہوتی کہ جب اِس کثرت سے دعائیں ہو رہی تھیں تو برکت اِس جلسہ میں نازل نہ ہوتیں ۔ اور یہہ ایک یقینی امر ہے کہ اِس جلسہ کی برکتوں کا انحصار محض دعاؤں

ہی بہر تھا۔ اور جب یہہ شرط پوری کی گئی تو خداوند نے بھی اپنی قدرت اور محبت اور زور ظاہر کیا؛

جلسہ کے دیکھنے سے یہہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ خداوند مسیح تیار ہے کہ اپنی کلیسیا کو پنتیکوست کی برکت پھر عنایت کرے۔ کاشکہ ہر ایک مشن کی حدود میں ایسے جلسے سال بسال ہوتے رہیں۔ اور اگر کلیسیا پر دعا کے وسیلے ایسی برکت برستی ہے تو کیا ناممکن ہے کہ دعا کرنے والے مسیحیوں کے لئے ایسے جلسے بار بار کرنے اور لوگوں کو روز روز فراہم کرتے رہیں اور اُنپر خدا کی روح نازل ہو یہاں تک کہ انہیں سے بہت لوگ اپنے گناہوں کا اقرار کرکے مسیح کی بڑی فتحیابی میں شریک ہوویں اور اُس کی روح کی قوت سے معمور ہوویں!

از سیالکوٹ

رسالہ ابطال مرزا پر ریویو

مرزا عصمت کی تعریف یوں کرتے ہیں کہ انبیا کی اپنی ہستی کچھ نہیں ہوتی بلکہ وہ اسی طرح بکلی خدا تعالیٰ کے تصرف میں ہوتے ہیں جسطرح ایک کل انسان کے تصرف میں ہوتی ہے ... ان سے وہ طاقت سلب کیجاتی ہے جس سے خدا تعالےٰ کی مرضی کے خلاف کوئی انسان کرتا ہے وہ خدا کے ہاتھ میں ایسے ہوتے ہیں جیسے مردہ ...... اُن کے پاس اپنے جذبات و خواہشات کچھ نہیں ہوتے اور نہ اُن کے حرکات اور کلام اور ارادات ان کے اپنے ہوتے ہیں۔ اِس تعریف کا عصمت سے کیا لگاؤ ہے یہہ ہمارے سمجھ میں نہیں آتا ہاں اگر وحی کے نازل ہونے کے وقت یہہ کہا جاوے کہ نبی کی قلبی حالت یوں تھی یا وہ ن تھی تب یہی تعریف مذکور بطور ایک رائے کے پھبتی لیکن عصمت کی اِس تعریف میں تو مرزا نے انبیار کا کیا اپنی ہی انسانی زندگی کو ذلیل اور خوار سمجھا ہے کیونکہ اِس تعریف میں تو ایک پیدائشی مجنون اور مرزا جی دونوں برابر ہیں بلکہ بقول مسٹر اکبر مسیح انکی اور انبیار کی عصمت پیدائشی مجنون کی عصمت سے بھی گئی گذری کیونکہ اسمیں فہم تو نہیں مگر اختیار اور ارادہ ضرور ہے مگر مرزا جی بھی سہ اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی انبیار کو خدا کے تصرف میں بے اختیار اور مردہ کہکر انکو اُن کے ذنوب سے بری کرانا چاہتے ہیں مگر یہہ نہ سوچا کہ کتب مقدسہ کے انبیار آپکی نہ کسی بشر کی وکالت کے طلبگار اور نہ دنیا کی مسند عدالت کے سامنے اپنی بریّت کے خواہاں ہیں۔ اگر عذر خواہی کی کسی کو ضرورت ہے تو قرآن کے نبی کے لئے ہے۔ چنانچہ محمد صاحب کی بریّت کے لئے محمدی علمار متاخرین حال کچھ ایسا ہی کرتے چلے آئے ہیں اور کیوں نہ کریں جب آنحضرت نے خود اپنے افعال مذموعہ اور خیالات فاسدہ کو گناہ کے نام سے ہی تعبیر نہیں کیا۔ دیکھو مقابلہ قرآن مثل توراۃ و محمد مثل داؤد و کشف الحقائق صفحہ ۱۴۱۔۱۴۶ خیر اگر انبیا کی عصمت سے یہی منصوبہ ہے تو انکا ہمارے ساتھ کوئی واسطہ ہو نہیں سکتا۔ اگر وہ معصوم ہیں تو اپنے گئے ہیں وہ ہمارے مقلد ہو نہیں سکتے۔ مسٹر اکبر مسیح نے یہہ جتا کر کہ یہہ تعریف نہ فقط عقل سے بالکل بعید بلکہ نقل کے معارض ہے کہ انبیار ایک مردہ کل ہیں جو بڑھیا کے چرخے کی طرح چلے جاتے ہیں مسلمانوں پر بڑا ہی احسان کیا ہے اور تحدی بھی کردی ہے کہ مرزا جو یہہ دعوےٰ کرتا ہے کہ قرآن شریف میں بکثرت ایسی آیات موجود ہیں ایک آیت بھی جسکو وہ اپنی دانست میں سب سے بڑی نص عصمت انبیار پر سمجھتا ہو اور جس سے اُس کے معنے ثابت ہوں پیش کرے۔ ہم اِس مضمون کے ضمن میں مسلمانوں کو جتانا چاہتے ہیں کہ گو ہم باستثنائے مسیح کسی نبی کی عصمت کے عقلاً و نقلاً قائل نہیں ہیں لیکن ہم انکو باغی یا طاغی نہیں سمجھتے ہیں بلکہ حقیقی مذہب کے ظاہر کرنیوالے وہی ہیں۔ مذہب علم کا نام نہیں بلکہ مقدس زندگی کو کہتے ہیں اِس میں تین باتیں کارآمد اور ضروری ہیں۔ اول علم اُس شئے کا جسپر ہماری توجہ مبذول ہے۔ دوم جذبات۔ سوم ارادہ کا رجوع۔ انسانی عقل۔ جذبات اور ارادہ یہہ تینوں کیفیتیں مذہب کے اظہار کے لئے ضرور ہیں۔ الہامی شخص کو جب خدا کا علم ہوا تو فی الفور اُسکو اپنا علم بھی ہوا جسکے ساتھ اُس کے جذبات بھی متحرک ہوئے اور خدا کی محبت اور عظمت اور اطاعت پیدا ہوئیں۔ کیونکہ مذہبی تاثیر نے اُن کے کل قوائے انسانی کو تحریک کیا جس سے اُن کا تمام دماغ روشن ہوا اور ضمیر بھی منور ہوئی اور دل پر حقیقی عظمت اور محبت قائم ہوئی۔ الہام میں خدا انسان سے مخاطب ہوتا ہے اس لئے الہٰی پہلو کے علاوہ انسانی پہلو کا بھی لحاظ رکھنا چاہئے کیونکہ الہام ایسی روحانی زندگی کا نمونہ ہمارے سامنے پیش کرتا ہے کہ جسکی تقلید ہو سکے۔ اگر الہام ذی اختیار انسانی پہلو کو نظر انداز کرتا ہے تو ایسے الہام سے ہمارا کچھ بھی واسطہ نہیں ہو سکتا۔ ایک الہامی شخص ہمارا رہبر اور پیش خیمہ تب ہی بن سکتا ہے جب کہ وہ اپنے خالق اور مالک کی پوری پوری تعظیم و تکریم بجالاتا ہے اور اُس کا حقیقی خوف رکھتا ہے اور اُسکی تمام راہوں پر چلتا ہے اور اُسکو تمام دل سے اور ساری عقل سے اور سمجھ سے اور اپنے سارے زور سے پیار کرتا ہے۔ (کشف الحقائق صفحہ ۱۲۶ تا ۱۲۹)۔ اِس لئے الہامی شخص بشریت کے تقاضہ سے خالی نہیں کیا گیا ہے تاکہ وہ حقیقی انسان ثابت ہو اور گو وہ معصوم نہیں لیکن وحی کے بیان میں محفوظ ضرور ہے اور خدا کا کلام دوسروں تک پہنچا دینے میں وہی شخص لائق ہے جسکو خدا کی پوری پوری اطاعت منظور ہو۔ مسٹر اکبر مسیح کے بیان سے یہہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ وہ مسیح کے علاوہ دیگر انبیار کو کتب مقدسہ کی بنیاد پر بد سمجھتے ہیں بلکہ نفس کے بندے جنکو خدا سے الہام حاصل ہوا جنکے جذبات اور ارادہ دونوں علم کے ساتھ عامل ہوئے اور اپنی زندگی کے واقعات میں اپنی سیرت و خصلت کو عالی درجہ تک پہنچا دینے میں عدیم المثال اور یگانۂ روزگار ہوئے اور جنکی زندگی کے نمونہ کی تقلید ادنےٰ سے اعلیٰ انسان از ابتدا تا انتہا کر سکتا ہے؛ باقی آئندہ

راقم ایچ گولکناتھ

دی لیڈی موئیر میموریل ٹریننگ سکول الہ آباد

ناظرین کو واضح ہو کہ سر ولیم موئیر صاحب نے الہ آباد میں اپنی بیوی کی یادگار قائم کرنیکے لئے ایک نیا سکول تعمیر کیا جو لیڈی موئیر میموریل کے نام سے موسوم ہے۔ انکی یہہ دلی خواہش ہے کہ جب ہندوستانی لڑکیاں سکولوں اور کالجوں سے نکلیں تو وہاں جاکر پڑھیں اور مسیح کی خوشخبری اپنی ان بیچاری بہنوں پر جو ابتک اس سے بہرہ مند نہیں ہیں ظاہر کرنیکے لائق ہو جاویں ٭

یہہ ایک امر مسلمہ ہے کہ ہندوستان میں اور بہت سی مسیحی کام کرنیوالیوں کی سخت ضرورت ہے اور غور کرنیسے یہہ بھی صاف ظاہر ہے کہ اتنے بڑے کام کے لئے نہ صرف دلی شوق درکار ہے بلکہ ایک خاص قسم کی تیاری بھی چاہئے ٭

(۱) کتاب مقدس کا تھوڑا علم جو کہ اپنے اپنے خاندانوں یا عام مدرسوں میں ملسکتا ہے ہرگز اس کام کے لئے کافی نہیں۔ ہر دینی سپاہی کو چاہئے کہ اپنی روحانی تلوار کا پورا استاد بنجائے (عبرانی ۴: ۱۲- ۲ تمطاؤس ۲: ۱۵ سے ۱۷) ٭

(۲) اس کے ساتھ ہی غیر مذہبوں سے بھی تھوڑی بہت واقفیت حاصل کرنی چاہئے تاکہ مذہبوں کا مقابلہ کرنے سے اس کو مدد ملے ٭

(۳) اس سکول میں علم التعلیم (ٹریننگ) پر بہت زور دیا جاتا ہے۔ سب سیکھنے والیوں کے لئے یہہ از حد ضرور ہے کہ پہلے سکھلانے کا فن سیکھیں ٭

(۴) سب سے زیادہ ضروری بات یہہ ہے کہ ہم روحانی زندگی میں ترقی کرکے روحانی کام کے لئے تیار ہو جائیں۔ مسیح خود اپنا کام شروع کرنیسے پیشتر چالیس روز تک بیابان میں جاکر خدا سے ہمکلام رہا۔ اگر اسکو ایسی تیاری ... کتنا زیادہ ضروری ہے کہ ہم دنیا سے الگ ہو کر اپنے کام کے لئے مخصوص ہو جائیں تاکہ روح القدس ہمکو بھرپوری سے ملے (لوقا ۴: ۱۵ سے ۱۹ م ۲) ایسا موقع خاصکر دی لیڈی موئیر میموریل جیسے سکولوں کے اندر سکولوں میں ملسکتا ہے ٭

ناظرین میں سے کون ایسے ماں باپ ہیں جو حنا کی طرح اپنی اولاد کو خدا کے کام کے لئے وقف کریں (۱ سلاطین ۲۸: ۱) یا کون ایسی ہندوستانی لڑکیاں ہیں جو خود اپنے آپ کو اس مبارک خدمت کے واسطے مقرر کر دیں؟ (یسعیاہ ۶: ۸) ٭

ہم ذیل کی باتیں "دی لیڈی موئیر میموریل" کے پراسپکٹس سے منتخب کرکے تمام حضرات کے سامنے پیش کرتے ہیں ٭

۱- "دی لیڈی موئیر میموریل" کا اصلی مدعا یہہ ہے کہ ہندوستانی تعلیم یافتہ لڑکیاں انھیں خاص طور سے تربیت پاکر مسیحی کام کرنے کے لئے زنانہ گھروں میں یا مدرسوں میں یا گاؤں میں بھیجا جاویں ٭

۲- "دی لیڈی موئیر میموریل" کے نصاب میں ذیل کی باتیں مندرج ہیں ٭

۱- کتاب مقدس

۲- کلیسیا کی تاریخ

۳- مسلمان اور ہندو مذہبوں کی اصولی باتیں

۴- اُردو

۵- ہندی

۶- انگریزی

۷- علم التعلیم

۸- زنانے گھروں میں سکولوں اور گاؤں میں پڑھانے کی مشاقی اکثر تعلیم ہندوستانی میں دیجاتی ہے مگر مناسب اوقات پر گاہ گاہ انگریزی میں بھی ٭

۳- مسیحی کلیسیا کی تمام پروٹسٹنٹ شاخوں کی لڑکیاں داخل ہو سکتی ہیں کسی ایک شاخ کی خاص تعلیم پر زور نہیں دیا جاتا ٭

۴- نصاب دو برس کا ہے۔ خاص خاص مواقع پر جو لڑکیاں پورے دو برس تک نہیں ٹھہر سکتی ہیں اس سے کم مدت کے واسطے بھی بھرتی ہو سکتی ہیں ٭

۵- جو طالب علم پورے نصاب کو اچھی طرح اور لیاقت کے ساتھ ختم کرینگیں اور نیک چال چلن اور دینداری میں لائق نکلینگیں انکو ایک سند ملیگی ٭

۶- ماہوار میں بورڈنگ فیس ۸ روپیہ سے ۱۲ روپیہ تک حسب انتظام بیجائیگی۔ بعض وظائف ۴ روپیہ سے ۸ روپیہ تک حسب لیاقت دیئے جاتے ہیں ٭

۷- نئے ٹرم کا آغاز شروع نومبر سے ہوگا ٭

کل خط کتابت اس پتہ سے ہونی چاہئیں ٭

مس ڈی سیلنکورٹ صاحبہ- پرنسپل دی لیڈی موئیر میموریل فافا ماؤ روڈ- الہ آباد ٭ (از خزن مسیحی)

کرسچن اینڈیوور

اکتوبر ۲- ایک دوسرے کا بار اٹھانا- گل ۶- ۲- ۶ ٭

" ۴- ایک ساتھ کام کرنا- فل ۲- ۱- ۲ ٭

" ۵- چھوٹوں اور بڑوں کی باہمی امداد- ۱ پطر ۵: ۱- ۷ ٭

" ۶- محبت سے میل ملاپ- ۱ یو ۴: ۷- ۱۱-

" ۷- ایک دوسرے کا اعضا ہونا- ۱ کر ۱۲: ۱۲- ۲۷

" ۸- خلاصۂ تعلیم ۲ کر ۱۳: ۱۱- ۱۴

" ۹- اتوار- ایک دوسرے کی مدد کرنا- رو ۱۰: ۱- ۷ ٭

ہمکو خدا نے اس دنیا میں کیوں رکھا؟ سچ پوچھو تو اس کا مقصد یہہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کی مدد کرکے محبت کا بھید معلوم کریں۔ مسیح اپنے بارہ میں کیا کہتا ہے؟ متی ۲۰: ۲۸۔ اور ہم سے کیا فرماتا ہے؟ یو ۱۳: ۳۴ ٭

گویا اس کا حکم یہہ ہے کہ محبت کی راہ پر میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ ٭

بعض وقت مسیحی لوگ محبت کو بھول کر طرح طرح کی کوششوں اور جانفشانیوں میں مشغول رہتے ہیں اس خیال سے کہ ہم خدا ہی کا کام کر رہے ہیں ٭

لیکن خدا کیلئے اصلی کام یہی ہے کہ محبت کے ذریعہ سے

ہم اوروں کے سامنے خدا کی عجیب اور نرالی محبت دکھلائیں اور اُن کو اُس آسمانی باپ کے پاس سے آئیں جو خود محبت ہے ؛

ہم تین خاص باتوں پر غور کریں جو اکثر مسیحیوں کو محبت اور باہمی امداد سے روکتی ہیں ؛

(۱) ایک دوسرے کے بارہ میں کم واقفیت۔ کبھی کبھی یہہ سننے میں آتا ہے "اگر مجھ کو اپنے بھائی کی حاجت معلوم ہوتی تو میں خوشی سے اُس کی مدد کرتا"۔ لیکن اگر ہم غور کریں تو ظاہر ہوگا کہ اکثر اِس ناواقفیت کا سبب بھی محبت کی کمی ہے۔ اگر اپنے پڑوسی کو اپنی مانند پیار کرتے تو فوراً پہچان لیتے کہ اُس کو کن کن چیزوں کی ضرورت ہے۔ بلکہ ہم ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکال لیتے کہ کون کون چیزیں اُسکی بھلائی کا باعث ہونگی فل ۲-۴ ؛

(۲) حسد۔ گو ہم اقرار نکریں مگر کبھی کبھی دل کے پردے میں بھائی کی ترقی رنج کا باعث ہوتی ہے۔ اور اس وجہ سے اِس کی ترقی میں مدد کرنا ہم کو کسی طرح منظور نہیں ہوتا۔ ۱-کر ۱۰-۲۴ - رو ۱۵-۲ ؛

(۳) امید کا ٹوٹ جانا۔ لیکن مسیح کا صاف حکم یہہ ہے کہ "بغیر نا امید ہوئے بھلا کرو"۔ ہم غور کریں کہ مسیح نے ہم پر کہاں تک صبر کیا۔ اور جو بدسلوکی ہم نے اُس کے ساتھہ کی کوئی اِس سے زیادہ ہم سے نہیں کر سکتا۔ اِف ۴-۳۲ - مت ۱۸-۲۱-۳۵ ان تینوں رکاوٹوں کی جڑ خودی ہے جو محبت کا جانی دشمن ہے۔ ہم دعا مانگیں کہ "اے خدا ہمارے دلوں کو جانچ۔ اور اپنی محبت کے زور سے ہر طرح کی خودی کو مٹا دے"۔ کرسچن اینڈیور اور اِس طرح کی اور انجمنوں کی خاص خوبی یہہ ہے کہ ان میں شریک ہو کر ہم ایک دوسرے کی مدد اور خیال کرنا سیکھتے ہیں ہم سب کے سب اِس بات پر سوچیں کہ ہم کون کون تدبیریں نکالیں کہ جن سے ہماری شاخ کرسچن اینڈیور کے اِس اصلی مقصد تک پہنچیں ؛

واقعات اور کوائف

کار آمد درخت - سلون میں اگر ناریل کا درخت نہ ہو۔ تو وہاں کے لوگ اپنا کام نہیں چلا سکتے۔ اِس درخت سے بہت سی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں۔ ناریل کا مغز لوگوں کی خوراک کا جزو ہے۔ اس کے دودھ سے مہمانوں کی تواضع کی جاتی ہے۔ ناریل کے تیل سے رات کو لیمپ جلاتے ہیں۔ اس کے ریشوں سے مچھلیاں پکڑنے کے جال۔ اور مویشیوں کے باندھنے کی رسیاں بنائی جاتی ہیں۔ علاوہ اس کے مکانوں میں اسی درخت کے شہتیر کڑیاں اور چھتیں ڈالی جاتی ہیں۔ جھاڑو بھی اسی کی بنائی جاتی ہے۔ اور بعض پرند جانوروں کے پنجرے بھی اسی سے بنتے ہیں۔ شاید دنیا میں ایسا اور کوئی درخت نہیں جس سے انسان کے اتنے کام نکلتے ہوں۔

چین کا شاہی ریفارمر :- آج کل چینی شاہزادہ پولن امریکہ میں آئے ہوئے ہیں آپ نے وہاں جا کر لڑکیوں کے مدرسے کا معائنہ کیا اور گریجوایٹ مستورات کو انعام دیا۔ عورتوں کی کونسل میں آپ نے بیان کیا کہ مجھے عورتوں کی تعلیم سے زیادہ دنیا میں اور کوئی مضمون پسند نہیں۔ اور مجھ کو پورا یقین ہے کہ چین کو دنیا کی شائستہ قوموں میں شمار ہونے کا فخر اُسی وقت حاصل ہوسکیگا۔ کہ جب وہاں کی عورتیں اعلیٰ درجے کی تعلیم یافتہ ہو جائینگی۔ اور اپنے بچوں کو ایام طفولیت ہی سے انسانی فرایض کی تعلیم دے سکیں گی۔ اِس شاہزادہ کے یہہ الفاظ نہایت تعریف کے قابل ہیں ہمارے ملک کے تعلیم یافتہ اصحاب میں آزادی و اخلاقی جرأت کی کمی کا یہہ باعث ہے کہ اُن کی مائیں جاہل اور ضعیف الاعتقاد ہیں اور چونکہ بچوں کی تعلیم کی ابتدا ماں سے ہوتی ہے اِس لئے انکی بنیاد شروع ہی سے کمزور رہتی ہے اور وہ کمزوری عالم شباب میں نمایاں طور پر اپنا اثر دکھانے لگتی ہے بمقابلہ ہندوستان کے ملک چین کی عورتیں زیادہ قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تعلیم نسوان نے وہاں بھی حسب دلخواہ ترقی نہیں کی

ریاست ٹراونکور میں لڑکیوں کی تعلیم کے لئے ایک کالج قائم کیا گیا ہے۔ اور اُس کے ساتھہ اُستانیوں کے واسطے بھی ایک مدرسہ کھولا گیا ہے اِس ریاست میں تعلیم نسواں نے خوب ترقی کی ہے۔ یہاں ایسی کوئی جگہ نہیں جہاں دو تین گرل سکول نہ ہوں ؛

کوریا میں بال بالکل نہیں کٹوائے جاتے یہاں کے لوگ اِس فعل کو فال بد سمجھتے ہیں۔ اور جو بال اتفاقیہ طور پر گر جاتے ہیں وہ مرنے والے کے جنازے کے ساتھہ دفن کئے جاتے ہیں ؛

شکوہ آباد ضلع مین پوری کے قریب کسی موضع میں ایک مہتر نے ایک چھوٹی عمر کے بچے کو بہ طمع زیور قتل کر کے جوار کے کھیت میں ڈال دیا۔ اور اپنے خون آلودہ ہاتھ اور کپڑے قریب کے تالاب پر دھونے گیا بچے کے وارث اُس کی تلاش میں اِدھر بھی آنکلے۔ انہیں اِس شخص کی یہہ حالت دیکھکر شبہ ہؤا۔ آخر دریافت کرنے پر راز کھل گیا۔ لاش بھی کھیت سے برآمد ہوگئی قاتل پر مقدمہ قائم ہؤا ؛

افسوس ہے کہ والدین اپنے بچوں کو زیور پہنانے سے باز نہیں آتے۔ ہر روز اس قسم کی وارداتیں سننے میں آتی ہیں ؛

قسطنطنیہ میں غریب اندھوں۔ گونگوں۔ اور بہروں کے آرام کے لئے ایک نیا محتاج خانہ قائم کرنے کی تجویز ہے سب سے اول سلطان المعظم نے اِس کار خیر میں تیس ہزار روپیہ اپنی جیب خاص سے عنایت فرمایا ؛

سمالی لینڈ بھی عجیب ملک ہے۔ اور وہاں کا ملا بھی عجیب شخص ہے ہماری سرکار دولت مدار نے مدت کے بعد وہاں سے فوج واپس بلائی تھی۔ اور یہہ سمجھا تھا کہ اب ملا فساد پر آمادہ نہ ہوگا۔ مگر یہہ خیال غلط نکلا چند روز کے بعد ملا پھر اُسی زور و شور سے نمودار ہؤا۔ اور ہماری سرکار

کو دوبارہ نوچ بیچنے کی ضرورت پڑی جو پچھلے بیہ اونٹ گس کروٹ بیٹھتا ہے؀

یورپ میں یہہ نہایت بےرحمی کا دستور ہے کہ خوش آواز جانوروں کی آنکھیں پھوڑ دی جاتی ہیں تاکہ جانور اندھے ہو کر جب دوسرے جانوروں کا گانا سنیں تو وہ سمجھیں کہ ہم ابھی جنگل ہی میں ہیں اور یہہ سمجھ کر وہ اچھی نغمہ سرائی کی کوشش کریں؀

جاپانی سپاہی لڑائی کی حالت میں تھوڑے سے چاول اور سوکھی مچھلی پر گذارا کر لیتے ہیں ان کے پاس چاول کی روٹیاں ہوتی ہیں۔ جب ضرورت ہوتی ہے روٹی کا ٹکڑا گرم پانی میں ڈال کر اُبال لیتے ہیں۔ اور پھر اُسکو مچھلی سے کھاتے ہیں جاپانی سپاہی بڑے جفاکش اور محنتی ہوتے ہیں۔ اور رات دن کے چوبیس گھنٹوں میں صرف تین گھنٹے سوتے ہیں؀

اشتہارات

دستور العمل نور افشان

قیمت سالانہ اہل شہر سے اخبار بغیر ضمیمہ عہ معہ ضمیمہ عہ؍

قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک ۸ ۸؍

قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائیگی؀

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
چوتھائی کالم	۸؍	ے	سہ
نصف کالم	ے	ے	سہ
پورا کالم	عہ	عہ	عہ
پورا صفحہ	سہ	صہ	سہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۱؍ لیکن ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا؀

نوٹ

نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں؀

سنڈے سکول سبق

قیمت سالانہ پچاس پرچہ تصویر دار سنڈے سکول معہ محصول عہ

معہ محصول عہ؍

قیمت سالانہ آٹھ کاپی سبق سنڈے سکول عہ

پادری ای۔ ایم ویری صاحب ڈی ڈی اڈیٹر و منیجر نور افشان کیواسطے مشن پریس لودیانہ میں ایم۔ واٹلی کے اہتمام سے چھپا